Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ۔ فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | سوموار ۲۶ شوال ۱۴۱۳ھ، ۱۹ شہادت ۱۳۷۲ ہش، ۱۹ اپریل ۱۹۹۳ء | نمبر ۸۹

حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع

ربوہ: ۱۸ اپریل۔ محترم سیّد میر محمود احمد صاحب کراچی سے اطلاع دیتے ہیں: حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی بحالیٔ صحت کی رفتار ابھی پوری طرح تسلی بخش نہیں۔ گو طبیعت پہلے سے قدرے بہتر ہے۔ خون اور پیشاب کا ٹیسٹ دوبارہ کیا جا رہا ہے۔ رات کو نیند کے لئے ٹیکہ دینا پڑا۔ درد کی تکلیف جاری ہے۔ ابھی قدم اٹھا کر چلنے کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ خاص دعاؤں کی درخواست ہے۔

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"تعلق پیدا کرنا بڑے کام کی چیز ہے۔ دیکھو کوئی چور ہے اور ایک شخص کا بڑا دوست ہے وہ شخص اس سے احسان و مدارات سے پیش آتا ہے تو وہ چور خواہ کس قدر بُرا ہے مگر اس شخص کی کبھی چوری نہ کرے گا۔ اور کبھی اس کے گھر میں نقب نہیں لگائے گا تو کیا خدا چور جیسا بھی نہیں۔ کیا خدا سے وفاداری کا تعلق بے فائدہ جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

تمام اخلاقِ حمیدہ اسی کے صفات کا پرتو ہیں۔ جو سچے دل سے اس کے پاس آتے ہیں وہ ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرقان رکھ دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۳۷-۶۳۸)

قبولیت دُعا کے لئے عملی تائید بھی ضروری ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"بسا اوقات دُعا کرنے والے کا عمل انسان کی دُعاؤں کا مددگار بنتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ فلاں مستجاب الدعوات ہے۔ ٹھیک ہے اس سے دُعا کی درخواست کرو۔ اس درخواست میں یہی مفہوم پیش نظر آتا ہے ورنہ دعا تو ہر ایک انسان کرتا ہے اور بعض دفعہ بدوں کی دعا بھی سُنی جاتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں لیکن جس کا عمل مستقل طور پر دُعا کی مدد کر رہا ہے وہ اس کو طاقت بہم پہنچا رہا ہے اس کی دُعا واقعۃً عرش تک پہنچ رہی ہوتی ہے بعض دفعہ جس کے لئے دُعا کی جاتی ہے۔ اس کا عمل بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر وہ ان نیکیوں سے بے پرواہ ہے جن نیکیوں کے لئے اسی کی خاطر دُعا کی جاتی ہے تو اس کے حق میں قبول نہیں کی جاتی۔ اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض لوگوں نے حدیثوں کے مفہوم کو سمجھا نہیں۔ اور غلط اعتراضات پیدا ہونے ہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اشخاص کی ہدایت کی دُعا خاص طور پر اپنے ربّ سے کی تھی۔ ایک وہ جو ابوجہل کے نام سے مشہور ہوا اور ایک ان میں سے عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ عمرؓ کے حق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول ہوئی اور بعض نادان یہ سمجھتے ہیں کہ ابوجہل کے حق میں مقبول نہیں ہوئی اور گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا نامقبول ہوئی۔ آپ کی دُعا نامقبول نہیں ہوئی یہ کلمہ گستاخی کا ہے بلکہ ابوجہل کا عمل نامقبول تھا اور اس عمل کی نامقبولیت تھی جو اس صورت میں ظاہر ہوئی کہ وہ جاہل کا جاہل مر گیا بلکہ اجہل ہو کے مرا۔ اس لئے جس کے حق میں دُعا کی جاتی ہے اس کے عمل کی صداقت اس کی سچائی دُعا کرنے والے کی دُعاؤں کی مدد کر رہی ہوتی ہے۔"

(از خطبہ فرمودہ ۶ جون ۱۹۸۶ء)

درخواست دعا

○ محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید کو نمونیا و بخار ہو گیا ہے اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ محترم مولانا غلام باری سیف صاحب دل کے عارضے سے علیل ہیں۔

احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

اعلان نکاح

مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی فزیشن فضل عمر ہسپتال ربوہ لکھتے ہیں میرے لڑکے عزیزم ڈاکٹر محمد احمد محمود قریشی کا اعلان نکاح ہمراہ عزیزہ صالحہ عتیقۃ اللہ دین بنت ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب سکندر آباد بھارت پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر ۱۶ اپریل ۱۹۹۳ء کو مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے بیت المبارک ربوہ میں فرمایا۔ دونوں بچے مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب کے نواسہ اور نواسی ہیں۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

اعلان ولادت

مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب متعلم پی ایچ ڈی قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد لکھتے ہیں:

میری ہمشیرہ عزیزہ راشدہ سعدیہ، اہلیہ مکرم خالد رفیق احمد صاحب آف جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۹۳ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ عزیز کا نام عثمان احمد تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب آف کینیڈا کا پوتا اور محترم پروفیسر محمد شریف خان صاحب

باقی کالم ۳ پر

بقیہ کالم ۴

ربوہ کا نواسہ ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے بچے کو دینی، اور دنیاوی حسنات سے نوازے، اور صحت و سلامتی عطا کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹۔ شہادت ۱۳۷۲ ہش ۱۹۔ اپریل ۱۹۹۳ء

سیاسی موڑ

کچھ دیر سے پاکستانی سیاست میں بحران کی خبریں مل رہی تھیں۔ اگرچہ ان خبروں میں اتنا تضاد تھا کہ صورتِ حال واضح نہیں تھی۔ کیا ہو رہا ہے۔ کیا نہیں ہو رہا۔ کون کس سے ناراض ہے۔ کس کی کس سے صلح ہو گئی ہے۔ حکومت مضبوط ہے۔ اور ملک کے مفاد میں بہت کچھ کر رہی ہے۔ حکومت ملک کو تباہ کر رہی ہے اور اسے مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ یہ سب باتیں باری باری سامنے آ رہی تھیں۔ اور دھندلاپن بڑھتا جا رہا تھا۔ سب سے زیادہ تشویشناک یہ خبریں تھیں کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم میں تصادم کی فضا پیدا ہو رہی ہے۔ کبھی یہ سنتے تھے کہ آپس میں ملاقات ہوئی ہے۔ اور بڑے پُرامن ماحول میں صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تو دل کو تسکین ہو جاتی تھی کہ سب ٹھیک ہے۔

لیکن "سب ٹھیک ہے" والی بات ایک دھماکے کے ساتھ ہوا میں اُڑ گئی ہے۔ وزیر اعظم نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے جو خطاب کیا ہے اس میں جن حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے تو عشر عشیر کا بھی کسی کو علم نہیں تھا۔ جب ہم کہتے ہیں کسی کو بھی علم نہیں تھا تو ہماری مراد ہے ہم جیسے لوگوں کو۔ ورنہ جن کے ساتھ یہ باتیں بیت رہی تھیں انہیں تو پوری طرح علم تھا۔ کیا صلح کی کبھی فضا پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔ یا صلح ہوتے ہوتے سب کچھ بھک سے اڑ گیا۔ یہ بات تو صرف اور صرف اس وقت کھلے گی۔ جب صدر مملکت اپنی کہانی بیان کریں گے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وزیر اعظم کے اس بیان کے بعد صدر مملکت خاموش رہیں۔ انہیں وضاحت تو کرنی چاہیئے۔ اس لئے بھی کہ ان کی پوزیشن کا پتہ چلے۔ انہوں نے آج تک کیا کیا اور کیا نہیں کیا۔ اور ان حالات میں آئندہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ کس کا مستقبل کیا ہو گا۔ اور کس نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے اور کتنا مبالغہ ہے۔

ہمیں شخصیات سے تو تعلق نہیں۔ لیکن شخصیات جو کچھ کرتی ہیں اور جو کچھ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس سے ہمارا تعلق ضرور ہے۔ پاکستان کی سیاست کے محور "ہم" ہیں یعنی عوام الناس۔ اس کی ہر بات کا اثر لوگوں پر پڑتا ہے۔ لوگو! اب دعائیں کرو۔ دعائیں۔

یہ اِک دُوجے کی ٹانگیں کھینچنے سے
سیاست بے وقاری ہو گئی ہے
نہ سُنتا ہے نہ کوئی مانتا ہے
ہمیں بے اعتباری ہو گئی ہے

ابوالاقبال

شعلہ سا بھڑکتا ہے گُلِ ترکی زباں سے
لائے تو کوئی شرحِ بیاں لائے کہاں سے

سو جائیں اگر وقت کے آغوش میں لمحات
اُٹھ جائیں حجابات ہر اِک رازِ نہاں سے

ہو جاتی ہے جب مُہر بلب زیست کی دنیا
آتی ہے صَدا خامشیٔ کون و مکاں سے

رَہ جاتی ہیں پھَیلی ہوئی خوشبوئیں فضا میں
جب پھُول چلے جاتے ہیں، آتے ہیں جہاں سے

وابستگیٔ غلغلۂ دہر، کہیں کیا
منسوب ہے نغمے سے نہ یہ آہ و فغاں سے

راحت کی حقیقت سے شناسا نہیں، جو لوگ
مانوس نہیں سلسلۂ سُود و زیاں سے

تھک ہار کے رَہ جاتے ہیں وہ راہِ وفا میں
ہیں چشم و دل و رُوح جُدا جن کے زباں سے

سُلجھا نہ سکے شیخ و برہمن یہ معمّہ
جاتے ہیں کہاں، جاتے ہیں جو لوگ یہاں سے

رہتی ہے شب و روز تذبذب میں مری سوچ
ملتا ہے یقین میرا، حدِ وہم و گماں سے

بَدلا نہ ہواؤں کا بھی رُخ، اور یہ سمجھا
ڈرتے ہیں بگولے بھی مری سختیٔ جاں سے

آنے کو نسیم ان کا پیام آ کے رہے گا
جانے کو چلے جائیں گے ہم لوگ بھی جاں سے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ۔ مقبول احمد ذبیح

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

میری والدہ صاحبہ محترمہ غالباً ۱۹۱۲ء کو لاہور میں پیدا ہوئیں۔ ابھی آپ ایک سال کی تھیں کہ آپ کے والد محترم بابو محمد عاشق صاحب بی اے ملازم اے جی آفس لاہور وفات پا گئے اور چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ آپ صرف دو بہنیں تھیں بڑی کا نام عزیزہ بیگم صاحبہ اور میری والدہ صاحبہ کا نام حمیدہ بیگم صاحبہ تھا۔

اس یتیمی کی حالت میں آپ کے غیر از جماعت ماموں مکرم غلام محمد صاحب نے آپ دونوں بہنوں کی نہایت خلوص ہمدردی اور پیار سے پرورش کی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

۱۶ سال کی عمر آپ کی شادی والد صاحب محترم سردار عبدالحق صاحب شاکر کے ہمراہ ہو گئی اور یوں آپ شہر کے پر آشوب ماحول سے نکل کر گاؤں کے خوشگوار سادہ ماحول اور احمدی گھرانے میں آ گئیں۔ محترم والد صاحب کی رفاقت و تربیت سے ان پر احمدیت کا رنگ ان کی زندگی میں ایک حسین انقلاب پیدا کر گیا۔ انداز اً ۱۹۳۰ء میں آپ نے بیعت کی تھی۔

محترمہ والدہ صاحبہ نے سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ البتہ قرآن کریم اور سلسلہ کی کتب و رسائل پڑھ لیتی تھیں۔ سلائی کڑھائی کا کام بھی خوب جانتی تھیں اس شوق کو مزید چمکانے کے لئے آپ نے سلائی مشین خریدی۔ آپ کے اس فن سے گاؤں کی عورتوں اور بچیوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ آپ نے بھی ہرگز بخل سے کام نہ لیا۔

آپ نہایت ہمدرد۔ غریب پرور اور محنتی خاتون تھیں۔ کسی حاجت مند کی مدد کر کے خوش ہوا کرتی تھیں۔ کہا کرتی تھیں کہ اس جسم کو موت کے بعد مٹی میں ہی ملنا ہے۔ کیوں نہ اس سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جائے اور دوسروں کے بھی کام آیا جائے جس سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہو۔ آپ کی مرنجاں مرنج طبیعت کی وجہ سے آپ کی سہیلیوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

میں نے ساری زندگی آپ کو کسی سے لڑائی جھگڑا کرتے نہیں دیکھا بلکہ سختی کے مقابلہ میں ہمیشہ نرمی دکھاتیں۔ رشتہ داروں اور غیروں کے ساتھ مل کر نہایت خوشگوار زندگی بسر کی۔ نند بھاوج سالہا سال ایک ساتھ رہیں۔ لیکن مجال ہے کہ کسی چھوٹی سی بات پر بھی آپ نے کوئی تنازعہ کھڑا کیا ہو۔ اپنی وفات تک ان سے تعلقات مثالی رہے۔

قادیان میں تو زیادہ سے زیادہ دو اڑھائی سال کا عرصہ رہیں ۱۹۴۷ء میں عورتوں کے ایک بڑے قافلے کے ساتھ لاہور پہنچیں۔ ابھی بمشکل ایک سال ہی نواں کوٹ یار ضلع شیخوپورہ میں آئے ہوئے ہوا تھا کہ یہ پرانا اور بہت بڑا دیہہ دریائے راوی کے پیٹ میں چلا گیا۔ زمینیں دریا برد ہو کر ذرائع معاش نہایت مخدوش ہو گئے اور ہر طرف غربت و پریشانی نے ڈیرے جما دیئے۔ ان کٹھن حالات کا بھی محترمہ والدہ صاحبہ نے نہایت صبر و تحمل سے مقابلہ کیا اور خدا کے فضل سے اس آزمائش پر پوری اتریں ۱۹۵۰ء کے اوائل میں ہم ربوہ منتقل ہو گئے۔ یہاں پہنچ کر گاؤں کی مصائب سے چھٹکارا حاصل ہوا۔ دینی ماحول میسر آیا۔ دینی اجتماعات اور جلسوں وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اور دیگر احکام دین بھی بڑے اہتمام اور شوق سے بجا لاتیں۔ مہمان نوازی کی صفت سے بھی آپ بدرجہ اتم متصف تھیں۔ تحریک جدید کے پانچ ہزار خوش نصیبوں میں بھی آپ شامل تھیں۔

خاکسار کے چار بھائی اور دو بہنیں چھوٹی چھوٹی عمروں میں وفات پا جاتے رہے مگر ہر سانحہ پر آپ نے کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور کسی طرح جزع فزع یا حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔

خاکسار آپ کا اکلوتا بیٹا ہے اس کے باوجود نہایت اخلاص کے ساتھ مجھے خدمت دین کے لئے وقف کر دیا اور میری تعلیم و تربیت کی خاطر کئی سال تک قادیان میں رکھ کر میری جدائی برداشت کی۔ جب میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۶۲ء میں پہلی بار للٰہی سفر پر یوگنڈا روانہ ہوا تو نہایت خندہ پیشانی سے عاجز کو محبت بھری دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ دوسری مرتبہ ۱۹۶۹ء میں سیرالیون روانگی کے موقعہ پر بھی پوری بشاشت سے عاجز کو دردمندانہ دعاؤں سے الوداع کہا۔

آپ کی زندگی میں تیسری مرتبہ ۱۹۷۹ء میں جب خاکسار تنزانیہ روانہ ہونے لگا تو محترم والد صاحب نے فرمایا کہ شاید ہم دونوں کی تم سے یہ آخری ملاقات ثابت ہو۔ آپ کے اس فرمان پر میری آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور دل بھر آیا۔ چنانچہ وہی ہوا جو انہوں نے فرمایا تھا۔

۱۹۸۰ء میں جبکہ میں دارالسلام میں مقیم تھا۔ ایک رات خواب میں دو دفعہ یہ نظارہ دیکھا۔ کہ محترمہ والدہ صاحبہ نہایت افسردگی کی حالت میں محترم والد صاحب کے سرہانے کی طرف زمین پر بیٹھی ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر میں بھی بہت افسردہ ہو گیا۔ لیکن اس کی وجہ دریافت نہ کر سکا۔ دوسری مرتبہ ایسا نظارہ نظر آنے پر میں نے امی جان سے افسردگی کی وجہ دریافت کی۔ فرمانے لگیں۔ "شیر محمد کی طرح" بیدار ہونے پر مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ شاید ابا جان وفات پا گئے ہیں اور آپ بیوہ ہو گئی ہیں۔ جیسے کہ میرے خسر صاحب محترم کے وفات پا جانے کی وجہ سے میری خوشدامن صاحبہ محترمہ بیوہ ہو گئی ہیں۔ اس خواب کے تین روز بعد عاجز کو غریب الوطنی میں محترم والد صاحب کی وفات کی افسوسناک خبر موصول ہوئی۔

محترمہ امی جان اپنی آخری بیماری میں مجھے بہت یاد کیا کرتی تھیں۔ آپ جدائی کی ان گھڑیوں اور یادوں کو سمیٹتے اور اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرتے ہوئے بتاریخ ۱۲ جون ۱۹۸۳ء۔ ۶۹ سال کی عمر میں مولا حقیقی سے جا ملیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترمہ امی جان کی وفات پر سیدی حضرت اقدس امام الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بذریعہ تار خاکسار سے نہایت شفقت و محبت بھرے الفاظ میں اظہار تعزیت فرمایا۔ جنازہ کی ادائیگی کے وقت حضور اقدس نے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا۔

"(۔۔) مقبول ذبیح کی والدہ تھیں بہت نیک خاتون تھیں۔"

امی جان محترمہ کی زندگی نہایت غموں والی تھی۔ آپ کے غموں کے ازالہ کی خاطر خدا تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو شرف قبول عطا فرما کر آپ کو آپ کی حین حیات میں چار پوتوں سے نوازا۔ آپ نے جس طرح ٹوٹ کر ان سے محبت کی وہ اپنی مثال آپ ہے جس کی حسین یادوں کا تذکرہ عزیز بچے آج تک کرتے رہتے ہیں اور اکثر اوقات محترمہ امی جان کی ریکارڈ شدہ آواز سن کر محظوظ ہوتے رہتے ہیں۔

میرے اس مضمون کا حسن اور روح رواں سیدی حضرت اقدس امام الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر کے وہ اقتباس ہیں جو حضور نے یکم اگست ۱۹۹۲ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا۔

"احمدی عورتوں نے سنہری حروف میں احمدیت کی کیا کیا تاریخ سجا رکھی ہے یہ وہ زیور ہے جس سے بڑھ کر حسین زیور اور کوئی زیور نہیں ہے۔ جو دنیا کو دکھائی دینے والے زیور ہیں۔ اور میک اپ ہیں ان کی تو ان خوشنما زیوروں کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں جو تمام قوم کی تاریخ کو سجا دیا کرتے ہیں اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اسے رنگین بنا دیتے ہیں۔"

(رسالہ مصباح ماہ نومبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۲)

اس ضمن میں سیدی حضور اقدس نے نہایت محبت بھرے انداز میں عاجز کی والدہ صاحبہ محترمہ کا ذکر خیر یوں فرمایا۔

"کس جذبے کے ساتھ۔ کس ولولے کے ساتھ ماؤں نے اپنے بچے پیش کئے تھے اور ان کی جدائیاں برداشت کیں۔ ان کا بھی ذکر بڑا طویل ہے۔ ابھی تو آپ نے بیویوں کی قربانیاں سنی ہیں۔ ماؤں کا بھی یہی حال تھا۔ ایک تازہ نمونہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

مقبول احمد صاحب ذبیح ایک لمبے عرصہ تک باہر تھے ان کی والدہ جنہوں نے ۸۳ء میں وفات پائی ہے۔ وہ بستر مرگ پر تھیں۔ اپنی بیماری کے دنوں میں وہ اپنے بیٹے مقبول احمد ذبیح کو بہت یاد کیا کرتی تھیں۔ اس سے متاثر ہو کر ان کے دوسرے عزیزوں نے ایک دن عرض کیا کہ ہم حضور اقدس کی خدمت میں درخواست کریں کہ ابا جان کو بلا لیا جائے تو فرمایا نہیں۔ میں نے اپنے بیٹے کو وقف کیا ہے۔ میں یہ مطالبہ کر کے وقف کی روح کے خلاف نہیں کرنا چاہتی۔ جب حضور خود چاہیں گے بلا لیں گے۔ بلکہ اپنی بیماری کی بھی مجھے اطلاع نہیں دی تا کہ ان کی وجہ سے میری پریشانی سلسلہ کے کاموں میں روک نہ بن سکے۔"

(رسالہ مصباح ماہ نومبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۴)

محترمہ امی جان بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۱۵ میں ابدی نیند سو رہی ہیں۔ مولیٰ کریم عاجز کے والدین پر ہمیشہ اپنی رحمت کی بارشیں نازل فرماتا رہے۔

دعا کرنا اور کروانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دعا کے لئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے۔ اس وقت سمجھنا چاہیئے کہ دعا قبول ہو گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید مسعود بخاری

ایک سہانی یاد

یہ اس وقت کی بات ہے کہ مغربی پاکستان میں چاروں صوبہ جات کو ملا کر ایک صوبہ ویسٹ پاکستان بنا دیا گیا تھا۔ ہمیشہ کی طرح اختیارات بجائے تقسیم کرنے کے چند ہاتھوں میں تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ منگل اور بدھ کو اگر کسی ضرورت سے ذبیحہ کرنا ہو تو اس کی اجازت صوبائی حکومت کی سفارش پر مرکزی حکومت عطا کرتی تھی۔

ایک روز دفتر میں بیٹھے ہوئے برآمدے میں چند شناسا چہرے دکھائی دیئے جن کو ذاتی طور پر تو نہ جانتا تھا مگر یہ کہہ سکتا تھا کہ ان کا جماعت سے تعلق ہے چنانچہ کمرے سے باہر آکر ان کو ملا تو پتہ چلا کہ جن دنوں میں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا تھا ان میں منگل بھی شامل تھا اور ذبیحہ کے لئے اجازت نامہ درکار تھا۔ اپنے طور پر میں نے کہا کہ بجائے اجازت نامہ حاصل کرنے کے یہ تو اچھی بات ہے کہ گوشت کی بجائے دال دے دی جائے جس سے کچھ کفایت بھی ہو گی مگر ان میں سے ایک صاحب نے بتلایا کہ گوشت کا کھلانا [illegible] پڑتا ہے۔ یہ کام اسی محکمہ سے متعلق تھا جہاں میں کام کرتا تھا اور متعلقہ افسر بھی میرے صاحب تھے چونکہ میرے افسر ایک بہت ہی صاف گو۔ نڈر اور کھلے دل کے مالک تھے۔ اور ان کو میرے احمدی ہونے کے بارہ میں علم تھا اس لئے جماعت کے احباب کو ان سے ملایا۔ فوری طور پر صاحب نے سفارش کر کے درخواست اسلام آباد بھجوا دی مگر ان احباب کو تاکید کر دی کہ کسی آدمی کو اس کام کے لئے اسلام آباد میں پیچھے لگا دیں تا اجازت نامہ بروقت جاری ہو جائے۔ وہ صاحبان مطمئن ہو کر چلے گئے۔

خیر جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے میں نے درخواست دی جو صاحب نے منظور کی۔ جس دن صبح کو جلسہ سالانہ کا افتتاح ہونا تھا (جہاں تک یاد پڑتا ہے۔ اتوار پیر منگل کو جلسہ ہوتا تھا اور ان دنوں ہفتہ واری چھٹی اتوار کو ہوتی تھی) اسی رات کو دس بجے کے قریب دروازہ پر کھٹکا ہوا۔ دروازہ کھولنے پر معلوم ہوا کہ ع۔ ب صاحب ہیں کہنے لگے ذبیحہ کا اجازت نامہ ابھی تک نہیں آیا۔ اگر پیر کی شام کو ذبیحہ نہ شروع ہوا تو منگل کو گوشت نہیں پک سکے گا۔ میں نے کہا میں تو جلسہ میں حاضری کے لئے آیا ہوں آپ نے کیوں نہ کسی کو اسلام آباد بھیجا تا وہ آرڈر لے آتے۔ کہنے لگے یہ اپنی طرف سے نہیں صاحبزادہ صاحب کا پیغام لایا ہوں کہ آپ صبح لاہور جائیں اور وہاں سے اجازت نامہ لے کر آئیں۔ ہم آپ کے لئے دعا کریں گے اب انکار کی گنجائش نہ تھی۔ مجھے خاموش دیکھ کر ایک دس روپے کا نوٹ بطور کرایہ آمدورفت لاہور مجھے تھما دیا اور کہا کہ فلاں ٹیلیفون نمبر پر ایک شخص متواتر آپ کے فون کا منتظر ہو گا۔ جوں ہی ذبیحہ کا اجازت نامہ آپ کے ہاتھ لگے ربوہ فون کر کے مطلع کر دیجئے گا تا اس بارہ میں احکامات جاری کر دیئے جائیں ع۔ ب صاحب تو یہ کہہ کر تشریف لے گئے مگر میری نیند اڑ گئی۔ ایک تو جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریب سے غیر حاضری کا دکھ۔ پھر کارکنان کی لاپرواہی پر رنج کہ کیوں نہ کسی کو اسلام آباد بھجوا دیا۔ سب سے بڑی پریشانی یہ کہ اگلا دن اتوار کا تھا اور سب دفاتر بند ہونے تھے۔ میں چونکہ سندھ گورنمنٹ سے گیا ہوا تھا اور لاہور میں زیادہ تر اہم جگہوں پر پنجاب گورنمنٹ کے افراد متعین تھے پھر ۱۹۵۳ء کے فسادات کو بھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اس لئے جتنا سوچتا گیا اتنا ہی پریشانی بڑھتی گئی آخر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دعا میں مشغول ہو گیا کہ یا اللہ! سلسلہ کا کام ہے اس میں کامیابی عطا فرمانا۔ دعا کے درمیان ہی خیال آیا کہ پنجاب سول سیکرٹریٹ کا ایک احمدی سٹینو گرافر ہے اگر وہ مل جائے ... ساتھ ہی خیال آیا کہ وہ تو جلسہ پر آیا ہوا ہو گا۔ پھر یہ سوچ کر خود کو لعنت ملامت کرتا کہ کم از کم ان کا مکان ہی دیکھا ہوتا۔ شاید مل جاتے۔ اسی طرح سوتے جاگتے دعا کرتے صبح کے چار بجے بس پکڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اتنے میں دستک ہوئی معلوم ہوا جگانے کے لئے ایک صاحب نے بھیجا ہے۔ خیر میں تو جاگ ہی رہا تھا۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور بس میں سوار ہو گیا۔ تمام راستہ گڑگڑا۔ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا کہ وہ اپنے کرم سے اس معاملہ میں سرخرو کرے۔ اور کسی صورت سٹینو گرافر سے ملوا دے۔ لاہور پہنچ کر رکشہ پکڑا چوبرجی کے بعد جوں ہی رکشہ پونچھ ہاؤس میں داخل ہوا تو سامنے ان کو پایا۔ مارے خوشی کے نہ رکشا والے کو رکنے کو کہہ سکا نہ انہیں آواز دے سکا۔ چند لمحات بعد جب جذبات قابو میں آئے تو رکشہ رکوا اور ان کو آواز دی۔ وہ دن مالی لحاظ سے بہت سخت تھے اور مجھے علم تھا کہ وہ دفتر کے اوقات کے بعد کچھ اور کام کیا کرتے تھے۔ اور اس معاملہ میں اس قدر شدید تھے کہ ان سے کچھ کہنے کی مجھ میں تو جرأت نہیں تھی۔ آخر پوچھا آپ یہاں پونچھ ہاؤس میں صبح صبح کیسے آئے۔ کہنے لگے ایک شخص کو ملنا تھا مگر وہ کہیں سیر کو نکل گیا ہے۔ میں نے کہا پھر تو آپ اس کا انتظار کریں گے۔ میری بات کاٹ کر کہنے لگے صبح صبح رکشہ میں کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بلا کم و کاست تمام حقیقت بتا دی۔ کہنے لگے چلو ڈیوٹی روم میں چل کر خواجہ صاحب سے معلوم کرتے ہیں شاید کوئی اطلاع آگئی ہو۔ مجھے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ ان جیسا با اصول آدمی اپنا کام ترک کر کے میری امداد کو آمادہ ہو جائے گا اس لئے عرض کیا کہ وہ صاحب جن کو ملنے آپ آئے تھے اس کا کیا ہو گا۔ کہنے لگے اس کا اب کیا ذکر؟ یہ سلسلہ کا کام ہے۔ جب تک اس کی تکمیل نہیں ہو جاتی تمہارے ساتھ ہوں خیر ڈیوٹی روم پہنچے۔ خواجہ صاحب کو آنے کا مقصد بتایا۔ فرمایا ہاں ایک تار اجازت نامہ کا آیا پڑا ہے۔ چند لمحات بعد تار ہمارے ہاتھوں میں تھا۔ اب یہ فکر کہ ان احکامات کا اجراء تو صوبائی حکومت کا کوئی افسر ہی اپنے دستخطوں سے کر سکتا ہے۔ یہ سوچ کر اپنے افسر کی کوٹھی پہنچے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے تم تو جلسہ پر جانے کی چھٹی لے کر گئے تھے۔ اب تک یہاں کیا کر رہے ہو؟ ان کو تمام تفصیل سنائی۔ اللہ کا کرنا ہوا۔ کہ انہوں نے کام کر دیا۔ اب مجھے خیال آیا کہ ان کو اتنا عرصہ روکا ہے ان کو اب جانے کا کہہ دوں۔ جب اس خیال کا اظہار کیا تو ان کی آنکھوں میں یہ بات لکھی نظر آئی کیا مجھے ثواب سے محروم رکھو گے؟ مگر زبان سے انہوں نے صرف اتنا کہا جب تک فون پر ربوہ اطلاع نہیں پہنچ جاتی تمہارے ساتھ رہوں گا۔ میں حیران کہ یا اللہ یہ وہی صاحب ہیں کہ چند روز قبل کسی نے ان کو راستہ میں روک لیا تھا تو اس کو ایسی کھری کھری سنائی تھیں کہ میں خود خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اسی لئے قدم قدم پر ان کو جانے کو کہتا تھا۔

لاہور کے جی پی او سے ربوہ کے لئے فون بک کرایا تو خیال تھا کہ کم از کم دو تین گھنٹے تو لگیں گے ہی۔ دن بھی چھٹی (اتوار) کا تھا مگر ..... یہ خدا تعالیٰ کے ہی کام ہیں بیس منٹ بعد میں ربوہ سے بات کر رہا تھا اپنا تعارف کرایا تو دوسری طرف سے کہا گیا آپ ہی کے فون کا انتظار تھا۔ ان کو بتلایا کہ کام شروع کر دیں تحریری احکامات میرے ہاتھ میں ہیں اور اللہ نے چاہا تو شام تک ربوہ پہنچ رہا ہوں .....

قریباً ۴½ یا ۵ بجے ربوہ پہنچا تو جلسہ گاہ سے احباب واپس آرہے تھے۔

جلسہ ختم ہو گیا۔ بات رفت گذشت ہو گئی کہ قریباً دو ماہ بعد میرے بڑے بھائی صاحب کا نہایت شفقت بھرا خط ملا جس میں مجھ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی سعادت نصیب ہونے پر مبارکباد دی تھی۔ سارے خط میں سوائے مبارکباد کے اور کچھ نہ تھا۔ اس وقت مجھے اپنے پرانے کرم فرما جماعت احمدیہ دہلی و شملہ کے محترم شیخ نصیر الحق صاحب شدت سے یاد آئے ایک بار جب ان سے عرض کیا تھا کہ آپ پر ہمیشہ ہی جماعت کے کاموں کا بوجھ رہتا ہے اور بفضلہ آپ کامیاب بھی ہوتے رہتے ہیں اس کا کیا راز ہے تو انہوں نے جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کام کئے جائیں تو تمام روکیں دور اور تمام دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ کبھی موقع ملے تو خدمت کر کے دیکھنا کیا ہوتا ہے؟ ان کی صحبت خاص نے پھر ملک صفدر علی خاں سیکرٹری جنرل پاکستان ریڈ کراس اور میجر مرزا عبداللطیف صاحب جیسے سپوت پیدا کئے ... خود حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے۔ ع

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

والدینِ واقفینِ نو پر گہری نظر رکھیں

حضور انور نے فرمایا:۔

"اگر اب ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے ہیں۔ اس لئے والدین کو چاہئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور جیسا کہ میں بیان کروں گا بعض تربیتی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتاد طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

فرنٹیئر پوسٹ

یکم ۔ اپریل ۱۹۹۳ء

فرنٹیئر پوسٹ کے یکم اپریل ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں ڈیوڈ پال (لاہور) کہتے ہیں کہ وزیر اعظم نے حال ہی میں ایک حکم نامہ جاری فرمایا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر اور سینیئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس جمعہ کے روز مساجد میں جا کر نماز جمعہ کے بعد لوگوں کی شکایات سنیں اور ضرورت مند احباب کی ضرورتیں پوری کرنے کی طرف توجہ دیں اور اسی سلسلہ میں صوبائی حکومت کو ماہوار رپورٹیں ارسال کی جائیں۔

آپ نے نہایت شفقت کے ساتھ مزید یہ کہا ہے کہ جہاں تک موجودہ روایتی طریق ہے کہ کھلی کچہریاں لگائی جائیں اور وہ ایسی جگہوں پر ہوں جن کا کسی سے خاص تعلق نہ ہو۔ اس بات کی اہمیت آجکل ختم ہو گئی ہے اور لوگ ضلعی انتظامیہ کے حکام سے ملاقاتیں نہیں کرتے۔ آپ کے اس حکمنامہ سے کچھ (ذہنی الجھاؤ) پیدا ہوا ہے اور عیسائیوں کو اس کی پوری طرح سمجھ آنا مشکل ہے۔ سوال اٹھائے جا رہے ہیں جو عیسائیوں کی طرف سے بھی ہیں اور دیگر اقلیتوں کی طرف سے بھی۔ اگر اس حکم نامہ پر عمل کیا جائے جیسا کہ لگتا ہے کہ کیا جائے گا تو بتائیے کہ عیسائیوں کو کس طرح مسجد میں داخل ہونے کا موقع ملے گا جب کہ وہاں مسلمانوں کا ایک پورا ہجوم موجود ہوگا۔ یا جمعہ کی نماز کے بعد وہ کس طرح اپنی درخواستیں جن میں ان کی شکایات درج ہوں گی حکام متعلقہ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ وہ درخواستیں جو ان کے ساتھ کی گئی مسلمانوں کی طرف سے جو ان کے علاقے میں رہتے ہیں ناانصافیوں کے متعلق ہوں۔ کیا عیسائیوں کو تمام اسلامی امور میں سے گزرنا ہوگا یعنی وضو اور مختصر دعائیں۔ جیسا کہ مسلمان مسجد میں داخل ہونے سے پہلے پڑھتے ہیں یا جیسا کہ وہ نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے کہتے ہیں۔ اگر انہیں ان امور میں سے گزرنا ہوگا تو نفسیاتی طور پر حکومت کے دباؤ کے ماتحت اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ان پر

اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں دباؤ

ڈالا جا رہا ہے۔ اور اگر عیسائی اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کو یہ اجازت دے دی جاتی ہے کہ وہ مسجدوں میں آئیں تاکہ اپنی درخواستیں پیش کریں اور زبانی بیان بھی دے سکیں اپنے ساتھ کی گئی ناانصافیوں کے سلسلے میں۔ اور ان سے یہ تقاضا نہ کیا جائے کہ وہ اسلامی مذہبی رسوم ادا کریں تو ہو سکتا ہے کہ عیسائیوں کے اس عمل کو اس زمرے میں لے لیا جائے کہ انہوں نے عبادتگاہوں کی بے حرمتی کی ہے اور ان کے خلاف توہین کے قوانین نافذ کر دیئے جائیں یعنی سیکشن ۲۹۵ ۔ سی جس میں یہ لکھا ہے کہ جو کوئی مذہبی عبادتگاہ کی بے حرمتی کرتا ہے یا اسے گراتا ہے یا کسی اور طریق سے کسی مقدس مقام کی ہتک کا باعث بنتا ہے یا یہ جانتے ہوئے انہیں تباہ کرتا ہے تو وہ مذہب کی ہتک کرنے والا بن جاتا ہے اور اسے قید کی سزا دی جا سکتی ہے جو دو سال تک ممتد ہو سکتی ہے یا اسے جرمانہ کیا جا سکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد یہی جرم اس سے بھی زیادہ وسیع تر ہو کر سامنے آ سکتا ہے۔ یعنی ۲۹۵ سی اور ۲۹۸ اے اور ۲۹۸ بی وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح وہ غیر مسلم جو مسجد میں داخل ہوں گے تاکہ اپنی درخواستیں دیں ان پر مذہب کی توہین کے مقدمے کھڑے کئے جا سکتے ہیں اور اگرچہ وہ جائیں گے وہاں انصاف لینے کے لئے لیکن ان کے خلاف اس حکم نامے کے مطابق سزائیں عائد کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً جب لیڈی ڈیانا نے شاہی مسجد لاہور دیکھی یعنی اس کے اندر گئیں تو مولانا آزاد کے خلاف مقدمہ درج کروا دیا گیا تھا۔ مولانا آزاد اس مسجد کے خطیب ہیں۔ جب کہ برطانیہ کے شاہی خاندان کو بھی اس سے محفوظ نہیں رکھا جا سکا تو غریب عیسائی کمیونٹی کے لوگ کس طرح بنیاد پرستوں کے ہاتھوں محفوظ رہ سکتے ہیں۔ چونکہ ہندوؤں اور عیسائیوں کا آپس میں مناقشہ اور اسی طرح دوسری اقلیتیں بھی نہیں چاہتیں کہ کسی غلط بات پر عمل کیا جائے وہ یہ جرأت نہیں کریں گی کہ وہ مسجد میں جائیں۔ احمدی جو اپنے آپ کو ---- کہتے ہیں (ڈیوڈ پال نے یہ بات کہی ہے) جانتے ہیں کہ وضو کس طرح کیا جاتا ہے اگر وہ یہ سب کچھ کرتے ہیں تو اس کے باوجود انہیں سیکشن ۲۹۸ بی اور سی کے ماتحت ملزم گردانا جا سکتا ہے۔ اور اگر کسی اور حکمنامہ کے ذریعے عیسائی اور دوسری اقلیتوں کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ مسجد میں داخل نہ ہوں تو یہ غیر مسلم لوگ کس طرح اپنے اعلیٰ حکام

باقی صہ ۶ پر

How will Christians enter the mosque?

A recent directive issued by the prime minister directs the deputy commissioners and senior superintendents of police to go to the mosques on every Friday after the prayers to listen to complaints of the grieved and needy persons, and provide solutions and make monthly reports to the concerned provincial governments.

He has been very kind to state further that the traditional (existing) open courts arranged on neutral places have lost the impact and value of public access to the police and district administrative authorities. This directive has brought confusion and apprehension for the Christians. Many questions are being raised by the Christian community and other minorities.

If this directive is implemented, which seems it shall, then how will the Christians be allowed to go into the mosque during the presence of full congregation of the Muslims at or after the Friday prayer to submit their applications, complaints to the deputed authorities against the injustice brought on them by the Muslims in the vicinity of where they dwell?

Shall the Christian have to go through all those Islamic religious formalities (ablution "wazoo" and short prayers) as the Muslims do before entering in the main courtyard of the mosque or standing for main prayer?

If they have to go through these practices, then psychologically under the government pressure, they are being prepared and forced to embrace Islam. And if Christian and other non-Muslim minorities are allowed to come to the mosques to hand over their applications and given verbal statements about their grievances without going through all the Islamic religious formalities, then this action of the Christians shall be termed as disgracing the worshipping places and cases shall be registered under Blasphemy laws, Section 295 PPC "whoever destroys, damages or defiles any place of worship or any object held sacred by any class of persons with the intention of thereby insulting the religion of any class of persons or with the knowledge that any class of persons is likely to consider such destruction, damage or defilement as an insult to their religion, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to two years, or with fine, or with both".

Then later on the same offences can be enhanced more further into 295 (c) and 298 (a) and 298 (b) and so on. So this way, those non-Muslims entering the mosques for presenting their applications shall be booked under religious offences and easily nabbed as escapegoats who come for asking justice but shall be arrested for their uncommitted offences due to this very directive.

For instance, at the visit of Lady Diana in the Badshahi Mosque Lahore, the case was filed against Maulana Azad, the religious priest of the mosque. Where the member of the Royal family of Britain cannot be spared, how can the poor degraded Christian community be spared by the fundamentalists? As Hindus-Christians clash and other minorities do not want to act falsely, perhaps they shall not dare enter the mosques at all. Ahmadis who call themselves Muslims, know how to perform abolution. If they do all these practices then very easily they shall be booked under Section 298 (b) & (c).

And if by another notification, the Christian and other minorities are advised not to enter mosques, then how will these non-Muslims have access to the higher authority? At the same time, in future no Christian SSP or DC shall be employed or recruited because they have to go into the mosques. Thus under Islamic Shariah Law the Christians are not only ignored but deprived, also.

Under official pressure, they are being forced to become Muslims.

Here is a well-known incident which took place near Lahore in the village of Karoul near Ravi river at the time of the last flood devastation. Rehabilitation relief was being distributed under the supervision of CM who is PM at present. The Christian flood-affected members were ordered to leave because the relief was only for Muslims as it came from the Zakat fund.

According to religious Islamic teachings, Zakat is not permissible to non-Muslims. That time the Christians remained without any kind of relief; they were the worst victimised. This is the same PM who claims to be progressive, but he is on the same line of Gen. Zia who has issued this directive. During his regime the supreme Law of the land as Islamic Shariah has been passed, enforced and has become part of Constitution.

The egalitarians and true politicians who believe in the dynamic values of democracy should work hard to bring the country out of theocracy and religious domination to provide hope for integrity, solidarity and prosperity for the country where we have to live under one nation though we believe in different creeds and faiths. Our great leader Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah has laid down a very good golden principle "The religion has nothing to do with the state".

DAVID PAUL,
Lahore

THE FRONTIER POST *Thursday April 1, 1993*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۸۴۵ میں

رانا خالد احمد ولد مکرم رانا عبدالماجد خان قوم راجپوت پیشہ مربی سلسلہ عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۱/۱ دارالعلوم غربی ا ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۹-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۲۶۰/- روپے ماہوار بصورت گذارہ الاؤنس مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ رانا خالد احمد ۲۱/۱ دارالعلوم غربی ا ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ رانا عبدالماجد خان ۲۱/۱ دارالعلوم غربی ربوہ والد موصی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالحمید خان ولد عبداللطیف خان دارالنصر غربی ربوہ وصیت نمبر ۲۲۵۶۲۔

مسل نمبر ۲۸۸۴۶ میں

فرحت شازیہ بنت محمد صادق قوم گل پیشہ تعلیم عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر ۲۷ تحریک جدید ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱۰-۱۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ فرحت شازیہ کوارٹر نمبر ۲۷ تحریک جدید ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد یونس بھٹی کوارٹر نمبر ۳۳ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ اعجاز احمد حنیف کوارٹر نمبر ۱۷ تحریک جدید ربوہ۔

مسل نمبر ۲۸۸۴۷ میں

ملک عزیز احمد ولد ملک گل محمد صاحب قوم اعوان پیشہ پنشنر عمر ۶۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵/۱ دارالنصر غربی ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱۲-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔
(۱) مکان نمبر ۵/۱ برقبہ ۱۷ مرلہ مالیتی ۱۷۵۰۰۰/- روپے۔
(۲) ایک لاکھ چھتیس ہزار روپے نقد۔ اس وقت مجھے مبلغ ۷۵۸/- روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ملک عزیز احمد ۵/۱ دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبدالغفور ۱۱/۹ دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ڈاکٹر ناصر احمد ۱۱/۱ دارالنصر غربی ا ربوہ۔

مسل نمبر ۲۸۸۴۸ میں

امۃ الرشید زوجہ محمد ارشد قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵/۵ دارالصدر غربی ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱۰-۱۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیور وزنی ۸۳ گرام مالیتی ۲۳۲۴۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۲۱۶۷/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ امۃ الرشید زوجہ محمد ارشد ۵/۵ دارالصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد ارشد خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالمنان ۹/۱۹ دارالصدر غربی ربوہ۔

دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ جہاں تک قضاء و قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے کوئی کیسا ہی مصیبت میں غرق ہو دعا اس کو بچا لے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری کرے گا۔ اور وہ خود محسوس کرے گا کہ میں اب اور ہوں۔

بقیہ صفحہ ۵

تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں اس کے علاوہ کوئی عیسائی ایس۔ ایس۔ پی یا ڈی۔ سی۔ اس معاملے کے لئے مقرر نہیں کیا جائے گا۔ اس معاملے کی وجہ سے ان عہدوں پر مقرر نہیں کیا جائے گا کہ انہیں مسجد میں جانا پڑے گا۔ اسلامی شرعی قانون کے مطابق عیسائی نہ صرف صرف نظر ہو جاتے ہیں بلکہ محروم رہ جاتے ہیں۔

سرکاری دباؤ کے ماتحت انہیں مسلمان بننے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ ایک خاصا مشہور واقعہ جو لاہور کے قریب کارولی کے گاؤں میں ہوا جو دریائے راوی کے قریب ہے اور یہ اس وقت ہوا جب کہ گذشتہ ایام میں سیلابوں نے تباہی مچائی تھی اس وقت آبادکاری کے لئے رقوم تقسیم کی جا رہی تھیں جو اس وقت کے وزیر اعلیٰ کی زیر نگرانی تقسیم کی جاتی تھیں جو اب وزیر اعظم ہیں۔ وہ عیسائی جو اس سیلاب سے متاثر ہوئے تھے۔ انہیں حکماً الگ کر دیا گیا تھا اور کہا یہ گیا تھا کہ یہ رقوم جو تقسیم ہو رہی ہیں، زکوٰۃ کی ہیں اور زکوٰۃ کسی غیر مسلم کو نہیں دی جا سکتی۔

اس وقت عیسائیوں کو کسی قسم کی مدد نہ مل سکی۔ اور ان پر اس لحاظ سے سب سے زیادہ مصیبت آئی۔ اب وہی پرائم منسٹر ہیں جو اپنے آپ کو ترقی کا خواہاں کہتے ہیں۔ لیکن وہ جنرل ضیاء ہی کی طرح کے ہیں انہوں نے یہ حکم نامہ جاری کیا۔ ان کے دور اقتدار میں ملک کا سپریم قانون اسلامی شریعت کے مطابق ہو چکا ہے اور اسے دستور کا ایک حصہ بنا دیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو دوسروں کی بہبود چاہتے ہیں اور صحیح معنوں میں سیاستدان ہیں اور جمہوریت کی ترقی کرنے والی اقدار کے قائل ہیں انہیں چاہئے کہ وہ ملک کو مذہبی حاکمیت سے بچائیں اور مذہبی لوگوں کو تسلط نہ حاصل کرنے دیں۔ تاکہ ملک اکٹھا رہ سکے۔ ترقی کر سکے اور سب مل کر آگے قدم بڑھا سکیں۔ آخر ہم نے یہاں بطور ایک قوم کے رہنا ہے۔ اگرچہ ہمارے مذاہب الگ الگ ہیں۔ ہمارے عظیم لیڈر قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک سنہرا اصول ہمارے سامنے رکھا تھا "مذہب کو ریاست سے کوئی واسطہ نہیں"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

محمد خالد ابن محمد صادق
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

محمد فائز ابن فضل احمد
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

افضال بٹ ابن منور بٹ
تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ

مشہود احمد ابن ظہور حسین
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

محمد الطاف ابن محمد احمد
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

عطاء المجیب ابن عبدالرشید
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

محمد علیم ابن محمد سلیم
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

شازیہ بیگم بنت محمد سلیم
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

مقصود احمد ابن نسیم احمد
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

محمد ادریس ابن محمد شریف طارق
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

فرخ احمد ابن بشیر احمد
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

وسیم افضل ابن خواجہ محمد افضل
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

محمد اقبال ابن محمد یونس
تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ

ابوسفیان ابن بابو غلام رسول
تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ

محمد داؤد احمد ابن مشتاق احمد
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

کلیم احمد ابن خلیل احمد بھٹی
گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ

طیبہ صدیقہ طارق بنت طارق
محمود - ناروے

طاہرہ محمود قریشی بنت اطہر محمود
قریشی - ناروے

ذکیہ ملاحت ورک بنت احتشام
ورک - ناروے

مدثر احمد ابن بشیر احمد
تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ

فرح جبین بنت نصیر احمد
تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ

عطاء المنعم ابن شاہ محمد
احسن آباد ضلع گوجرانوالہ

سمیع اللہ ابن بشارت احمد
تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ

عطیہ امان اللہ بنت امان اللہ
تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ

الطاف
فرنیشرز
شیخوپورہ روڈ۔ فیصل آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۸ اپریل۔ دھوپ اور گرمی کا اثر بڑھ رہا ہے۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ میں نہ تو استعفیٰ دوں نہ اسمبلیاں توڑنے کی سفارش کروں گا۔ اور کسی کی ڈکٹیشن (احکامات) نہیں لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے ملک کی ترقی کے لئے ایسے اقدامات کئے ہیں جن کی مثال برصغیر کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ انہوں نے کہا کہ جہاں جا کر دیکھیں ملک بھر میں کہیں تو نئی ملیں بن رہی ہیں کہیں نئی سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ ٹیلی فون کے جال بچھ رہے ہیں۔ بے روزگاروں کو روزگار مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۶۵ء کے بعد سے صنعتی ترقی کا جو دور رک گیا تھا میں نے اس کو دوبارہ جاری کیا ہے انہوں نے کہا کہ میری حکومت مستحکم ہے مجھے اسمبلی کے اندر اور باہر ہر جگہ بھاری اکثریت حاصل ہے جس کا دل چاہے آزما کر دیکھ لے۔ انہوں نے اس پر سخت افسوس کا اظہار کیا کہ ملکی ترقی کا راستہ روکنے کے لئے میری حکومت کو کمزور کرنے کے لئے پچھلے چند ماہ سے سازشیں کی جا رہی ہیں اور وہ مقام جو ملک کی وفاقی سالمیت اور اتحاد کی علامت ہونا چاہیئے وہ ناپاک سازشوں کا مرکز بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس بارے میں قوم کو اعتماد میں لے رہا ہوں۔ انہوں نے کھلے عام واضح اشاروں میں اپنے مخالفوں کا ذکر کیا۔

○ ترکی کے صدر مسٹر ترگت اوزال انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۶۶ سال تھی وہ چند دن قبل آذر بائیجان کے دورے سے واپس آئے تھے۔ انہیں اچانک بلڈ پریشر کی تکلیف ہوئی اور پھر دل کا دورہ پڑا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔

○ مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ نے سپریم کورٹ کے قائمقام چیف جسٹس کا حلف اٹھا لیا ہے۔ صدر مملکت نے انہیں اگلے اقدامات تک قائمقام چیف جسٹس مقرر کیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کراچی پہنچ گئی ہیں ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سیاسی استحکام کیلئے ہر پاکستانی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ملک سنگین بحران سے گذر رہا ہے۔ بحران کا حل تلاش کرنے کیلئے ہمیں کام کرنا چاہیئے۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں ناراض دوستوں کو منانے کی کوشش کروں گا۔ کچھ لوگ پی ڈی اے کی گود میں بیٹھ کر میرے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔

○ مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ نے نواز شریف کو مسلم لیگ کی صدارت کا امیدوار نامزد کرنے کی توثیق کر دی ہے۔

○ بلوچستان اسمبلی کا ۱۸ اپریل کو ہونے والا اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے۔

○ صدر نے مولانا فضل الرحمٰن، محمود ہارون، کوثر نیازی، منظور گچکی عبدالغفور ہوتی اور مولانا شیرانی نے ملاقات کی۔

○ سردار عبدالقیوم خان نے کہا ہے کہ ملک ایسے مارشل لاء کی طرف بڑھ رہا ہے جس میں کسی کی دستار سلامت نہیں رہے گی۔

○ مسلم لیگ کے سرکاری اور جونیجو گروپوں نے ایک دوسرے کو شوکاز نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔

○ وائس آف جرمنی نے بمبئی میں ہونے والے دھماکوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت اس الزام پر پاکستان پر حملہ بھی کر سکتا تھا۔ لیکن دونوں ملکوں کے درمیان مخاصمت ختم کرنے کے لئے امریکہ نے مؤثر مداخلت کی۔

○ لاہور میں دریائے راوی پر ایک اور پل کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے یہ پل موجودہ پل سے دوگنا ہو گا۔

○ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے بوسنیا کے محصور قصبے سربرنیکا کو غیر فوجی شہر قرار دے دیا ہے اور سربوں کو کہا ہے کہ وہ اپنی افواج کو فوری طور پر وہاں سے نکال لے اور اقوام متحدہ کی نگرانی میں قصبے کو تمام ہتھیاروں سے خالی کر دیا جائے تمام گروپ غیر مسلح ہو جائیں۔

○ ۱۸ اپریل کی صبح پرائم منسٹر ہاؤس میں کابینہ کا اجلاس ہوا۔

HASHMI ASSOCIATES

(PROPERTY CONSULTANTS)

پاکستان کے خوبصورت اور دلکش شہر اسلام آباد میں رہائشی و کمرشل جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا اپنا اور قابل اعتماد ادارہ۔

ہاشمی ایسوسی ایٹس

پتہ:۔ ۵ مہران پلازہ G 9/ مرکز اسلام آباد

فون:۔ ۸۵۲۶۵۹ - ۲۵۳۵۲۶
۲۱۶۵۴۰

اعلان گمشدگی

ایک لڑکا اظہر حسین ولد شیخ محمد سعید عمر تقریباً سولہ سترہ سال رنگ سانولا قد درمیانہ پاؤں اور ہاتھ سے معذور (بچپن میں پولیو کی وجہ) سیلاب کے زمانہ سے تقریباً ۲۰،۲۰ دن پہلے کا گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کو اس حلیے کے لڑکے کے بارے میں کچھ معلوم ہو تو ازراہِ ہمدردی اس پتہ پر اطلاع دیکر ثواب حاصل کریں۔ والدہ سخت بیمار اور فکرمند ہے۔

پتہ: شیخ محمد سعید بر مکان ڈاکٹر محمد شریف دندان ساز محلہ دارالعلوم جنوبی ربوہ

سرکن اور اپھارہ

نیز حیوانات کی دیگر امراض مثلاً بندش، سوزش پستان، ٹک، جلد کی خرابی، جیر، چیچک، داد، زہرباد، جانوروں کا بخار اور تھنوں میں نار گلٹی پیدا ہونا وغیرہ کے لئے کیوریٹو ادویات حیوانات CURATIVE VETERINARY MEDICINES دستیاب ہیں۔

لٹریچر مفت (بذریعہ ڈاک ایک روپیہ کا ٹکٹ بھجوا کر طلب کریں۔

وٹرنری ڈاکٹرز فری سیمپلز اور لٹریچر براہ راست کمپنی سے طلب کریں

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۷۷۱-۶۰۶

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

الکریم جیولرز

بازار فیصل کریم آباد (چورنگی) کراچی

فون ۶۳۲۵۵۱۱

پروپرائیٹرز

میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز

پتہ